الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام منیجر روزنامہ "الفضل" ہو

شرح چندہ پیشگی: سالانہ ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی ۔ ماہانہ

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ بیرون ہند

جلد ۲۴ ۔ ۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۔ یوم یکشنبہ ۔ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۳۶ء ۔ نمبر ۲۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۴ جولائی ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کے گلے میں Laryngitis یعنی گلے کی خراش ہے جس کی وجہ سے حضور کا تقریر کرنا طبی نقطہ نگاہ سے نقصان رساں ہے۔ یہ علالت کچھ عرصہ سے ہے جس کا ایک سبب اعصابی کمزوری بھی ہے ایسا ہی کچھ عرصہ سے حضور کا خون کا دباؤ بھی کم ہے یہ بھی اعصابی کمزوری کے باعث ہے۔ بایں ہمہ حضور کی روزانہ مصروفیت کار متقاضی ہے۔ کہ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دردِ دل سے دعا میں مصروف رہیں۔

نظارت دعوت و تبلیغ نے مولوی دل محمد صاحب کو علاقہ سیالکوٹ بسلسلہ تبلیغ ۔ اور ملک عبد اللہ صاحب کو یارا پور ضلع شیخوپورہ برائے مناظرہ بھیجا۔

سید عبد الرشید صاحب پسر سید محمد اسمٰعیل صاحب سپرنٹنڈنٹ دفاتر صدر انجمن احمدیہ چند روز سے سخت بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی نصیحت

"خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے۔ اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں۔ اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہکر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ کہ صرف دنیا ہی دنیا اُن کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ اُن کی نظر پاک ہے۔ نہ اُن کا دل پاک ہے اور نہ اُن کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے۔ اور نہ اُن کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں۔ اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں۔ جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا۔ اور اسی میں رہتا۔ اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں۔ کہ وہ اس جماعت میں داخل ہیں۔ کیونکہ وہ آسمان میں داخل نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے۔ اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جاوے۔ اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے۔ اور نوع انسان کا ہمدرد۔ اور خدا کا سچا تابعدار ہو جاوے۔ اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہولے میں اس شخص کو اُس کتے سے مشابہت دیتا ہوں۔ جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا۔ جہاں مردار پھینکا جاتا ہے۔ اور جہاں سڑے گلے مُردوں کی لاشیں ہوتی ہیں" (تذکرۃ الشہادتین)

۱۹۳۶ء کے نئے احمدی مولوی فاضل

امسال قادیان میں جن نوجوانوں نے جامعہ احمدیہ کے ذریعہ یا پرائیویٹ طور پر مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ ان کی تعداد ۳۰ تھی۔ جن میں سے حسب ذیل کامیاب ہوئے ہیں۔

نام	نمبر	نام	نمبر
۱۔ عبدالرحیم صاحب عادل	۳۱۲	۱۱۔ محمد احمد صاحب خادم	۲۷۹
۲۔ ملک نذیر احمد صاحب ریاض	نمبر بعد میں	۱۲۔ علی احمد صاحب	۲۷۳
۳۔ محمد صدیق صاحب امرتسری	۳۱۹	مندرجہ ذیل طلبا پرائیویٹ طور پر کامیاب ہوئے ہیں	
۴۔ صدرالدین صاحب	۲۹۳		
۵۔ عبدالرحمن صاحب ارشد	۳۱۷	۱۳۔ محمد سعید صاحب	۳۳۶
۶۔ غلام احمد صاحب	۳۸۱	۱۴۔ حسن دین صاحب	۲۷۱
۷۔ عبدالصمد صاحب	۳۵۶	۱۵۔ محمد سیف الرحمن صاحب	۳۳۴
۸۔ عنایت اللہ صاحب خلیل	۳۰۰	۱۶۔ چوہدری عبدالرحمن خانصاحب شروعہ	۲۷۹
۹۔ محمد احمد خان صاحب	۳۳۱	۱۷۔ سید اعجاز احمد صاحب بنگالی	۲۷۱
۱۰۔ عبداللطیف صاحب حیدر آبادی	۲۸۲	۱۸۔ خواجہ محمد عبداللہ صاحب کشمیری	۳۳۲

جماعت احمدیہ گنج کا تبلیغی جلسہ

۱۹ ؍جولائی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔

صدر صاحب کی مختصر افتتاحیہ تقریر کے بعد گیانی عباداللہ صاحب نے "اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کی ضرورت" کے موضوع پر پنجابی زبان میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ اچھوت دراصل ملک ہند کے اصلی باشندے اور مالک تھے۔ کسی وقت اہل ہنود نے ان لوگوں کو ذلیل ترین یعنی شودر قرار دے دیا۔ پھر سناتن دھرم آریہ سماج اور مختلف ہندو جاتیوں کے نظریات پیش کرکے ثابت کیا۔ کہ سب کے نزدیک یہ مظلوم قوم حیوانوں سے بدتر درجہ رکھتی ہے۔ پھر اسلامی تعلیمات پیش کرکے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے یہ ثابت کیا۔ کہ دنیا میں صرف اسلام ہی مساوات اور فطرت کا مذہب ہے۔

بعد ازاں گیانی واحد حسین صاحب نے "مسلمانوں کے احسانات سکھوں پر" کے موضوع پر حسب معمول نہایت دلچسپ پیرایہ میں پنجابی تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ سکھوں کے ہر ایک دیوان میں مسلمانوں کے مظالم کی فرضی داستانیں سنائی جاتی ہیں۔ مگر یہ سب کچھ مسلمانوں کے متعلق بدظنی پیدا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ آپ نے متعدد تاریخی واقعات سے احباب کو آگاہ کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ ہر موقعہ پر دراصل ابتداء سکھوں کی طرف سے ہوئی۔ اور بسا اوقات مسلمانوں نے بغرض انسداد فتنہ مقابلہ کیا۔ شاہان مغلیہ کے عدل و انصاف کے سچے واقعات بیان کئے۔ اور ثابت کیا۔ کہ مسلمان بادشاہوں نے سکھ گوروؤں کو بیش بہا جاگیریں دینے کے علاوہ ان کی جانی حفاظت بھی کی۔ ان باتوں کی تصدیق میں سکھ کتب کے حوالے دیئے۔ غرضکہ آپ کا لیکچر نہایت دلچسپ تھا۔ کافی تعداد میں غیر احمدی اور بعض غیر مسلم بھی موجود تھے۔

(خاکسار مرزا بشیر احمد سیکرٹری تبلیغ)

ولادت ۲۱-۲۲ جولائی کی درمیانی شب مولوی قمرالدین صاحب انسپکٹر تعلیم و تربیت کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ احباب بچہ کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کریں۔

(خاکسار عبدالرحمن مولوی فاضل قادیان)

مولوی عطاء اللہ احراری کے مقدمہ میں جسٹس کولڈسٹریم کا فیصلہ

مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے رسوائے عالم فیصلہ کو جمعیۃ احرار نے ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا۔ اور اب تک کر رہی ہے اور حکومت اس بارہ میں کوئی قدم نہیں اٹھاتی اور اپنی عدالتوں کے مفروضہ احترام کے جذبہ کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔

اس بارہ میں ہم کیا قدم اٹھائیں گے۔ یہ جلد احباب کے سامنے آجائے گا۔ لیکن جو فوری کام ہم کرسکتے ہیں۔ اور جس میں دیر کرنا مجرمانہ غفلت ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم جسٹس کولڈسٹریم کے فیصلہ کی کثرت سے اشاعت کریں۔ جماعت لاہور نے بیس ہزار کی تعداد میں اس فیصلہ کو شائع کیا ہے۔ جس کی بہت تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ احباب جلد اس فیصلہ کو منگوا کر تقسیم کریں۔ اسی طرح تمام جماعتوں کو بھی میں تحریک کرتا ہوں۔ کہ آپ نیشنل لیگ کی مخصوص اغراض میں اگر حصہ نہیں لے سکتے۔ اور ہم آپ سے جانی و مالی قربانی کا مطالبہ بھی نہیں کرتے۔ تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان تمام امور میں جو نیشنل لیگ کی مخصوص اغراض کے متعلق نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت کی حفاظت میں امداد دے سکتے ہیں۔ وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

ایک زندہ جماعت کے لئے جو ایک زندہ خدا پر ایمان رکھتی ہے۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ کہ لاکھوں کی تعداد میں وہ اس فیصلہ کو شائع کرے۔ قیمت لاگت کے برابر ہے۔ دو روپیہ سینکڑہ میں رسالہ مل سکتا ہے۔ ارادہ ہے کہ اس رقم کو اسی غرض کے لئے صرف کیا جائے۔ نیشنل لیگیں کثرت سے منگوائیں۔ تاکہ مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کی حقیقت ظاہر ہوسکے۔ میں تمام جماعتوں کو بھی تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ فوراً زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس فیصلہ کو منگوا کر کثرت سے اس کی اشاعت کریں۔

(بشیر احمد۔ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

کیا فلسطین کانفرنس الہ آباد کی قرارداد قابلِ عمل ہے

فلسطین میں حکومت برطانیہ نے یہود کے متعلق جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ وہ نہ صرف فلسطین کے مسلمانوں کے لئے انتہائی رنج و ملال اور تکلیف و مصیبت کا باعث بنی ہوئی ہے۔ بلکہ اس کے خلاف مسلمانانِ ہند میں بھی کافی جذبۂ ناراضگی پایا جاتا ہے۔ اور اس وقت تک مختلف طریقوں سے اس کا اظہار بھی کیا جا چکا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تا حال اس کا کچھ بھی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔ اور صورتِ حالات روز بروز نازک سے نازک تر ہوتی جا رہی ہے:۔

اس امر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مسلمانانِ ہند نے حال میں الہ آباد میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ جس میں جمعیۃ العلماء ہند کے سرکردہ اراکین نے خاص طور پر حصہ لیا علاوہ ازیں مولانا شوکت علی اور مولوی ظفر علی وغیرہ بھی شریک ہوئے۔ زور شور کی تقریریں کی گئیں۔ مسلمانانِ فلسطین کی مظلومیت کو واضح کیا گیا۔ اور بالآخر مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء دہلی نے جو قرارداد پیش کی اور جو ایک گزشتہ پرچہ میں درج کی جا چکی ہے۔ متفقہ طور پر پاس کی گئی ہے اس میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ مظلومین فلسطین کے ساتھ انسانی ہمدردی کے طور پر:۔

(۱) برطانوی مال کا بائیکاٹ کیا جائے:۔

(۲) ملک معظم کے جشنِ تاجپوشی کے دربار میں کوئی مسلمان حصہ نہ لے:۔

(۳) ملوکانہ جنگ کی صورت میں حکومت کی روپیہ یا آدمیوں سے کوئی امداد نہ کی جائے:۔

جمعیۃ العلماء دہلی والے چونکہ کانگرس کے ایام عدم تعاون میں اس بات کا کافی تجربہ کر چکے ہیں۔ کہ برطانوی مال کا بائیکاٹ کس حد تک قابلِ عمل۔ اور کس قدر مؤثر ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے اس تجویز کا پیش ہونا خاص معنی رکھتا ہے۔ اور جب یہ تجویز بعض دوسرے مسلمان لیڈروں کی پوری تائید اور حمایت حاصل کر چکی ہے۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسے کامیاب بنانے کی انتہائی کوشش کی جائیگی لیکن اگر اس کی حقیقت محض دھمکی ہے۔ اور یہ بات تجویز پیش کرنے اور پاس کرنے والوں پر بھی واضح ہے۔ تو جہاں یہ بات جمعیۃ العلماء کے ناظم صاحب کی شان کے شایان نہیں کہ جو کام وہ کر نہیں سکتے۔ یا کرنا نہیں چاہتے اس کے متعلق جھوٹا دعوےٰ کریں۔ وہاں محض اخباروں میں اعلان کر دینے سے اس کا نتیجہ مفید نہیں۔ بلکہ مضر ہی نکل سکتا ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ بالکل لغو فعل ہے۔

باقی رہی قرارداد کی دوسری شق۔ یعنی ملک معظم کے جشنِ تاجپوشی کے دربار میں کوئی مسلمان حصہ نہ لے۔ اس میں بھی کامیابی حاصل کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ کیونکہ اس قسم کی کوئی تحریک اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک تمام کی تمام قوم ایک آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اور جب تک ایسی سلک میں منسلک نہ ہو۔ جس کے دونوں سرے ایک ہاتھ میں ہوں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمان آج اس نعمت سے کلیۃً محروم ہیں۔ ان میں ایسے لوگ ہیں۔ جو ملکی حکمرانوں کے ہاتھ میں بندروں کی طرح ناچنا اور اپنی قوم و مذہب سے غداری کرنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں۔ جو معمولی معمولی ذاتی فوائد کی خاطر تمام مسلمانوں میں فتنہ و فساد پیدا کر دینا اپنا بہت بڑا کارنامہ خیال کرتے ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں۔ جو ادنےٰ سے ادنےٰ معاوضہ پر ساری اسلامی دنیا کے خلاف ذلیل سے ذلیل حرکات کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ مفروضات نہیں واقعات ہیں۔ ناقابلِ انکار واقعات۔ آج جبکہ مسلمانانِ ہند خود نہایت نازک دور میں سے گزر رہے ہیں۔ ان کی آئندہ قومی زندگی۔ اور موت کا سوال درپیش ہے۔ دیکھ لیجئے۔ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کس طرح ایک دوسرے کے گلے کا ہار ہو رہے۔ ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل کر رہے اور ایک دوسرے کو نقصان پہونچانے میں لگے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں یہ توقع کرنا۔ کہ حکومت کے خلاف کوئی ایسی تجویز کامیابی چھوڑ معمولی سی قبولیت بھی حاصل کر سکے گی۔ بالکل لغو خیال ہے۔ اور اس کا اعلان کرنا اپنی کرکری اپنے ہاتھوں کرنے کے مترادف ہے:۔

تجویز کی تیسری شق کے متعلق بھی بغیر ایک لفظ کی کمی کے بعینہٖ وہی کچھ کہا جا سکتا ہے۔ جو دوسری شق کے متعلق کہا گیا ہے۔ بلکہ یہ اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ جہاں پہلی دونوں شقیں ایسی ہیں۔ جن میں حکومت روکاوٹ نہیں ڈال سکتی۔ وہاں تیسری شق ایسی ہے۔ کہ جنگ کے موقع پر اسے جرم قرار دے سکتی ہے۔ اور اس طرح اسے پنپنے سے روک سکتی ہے:۔

غرض ساری کی ساری قرارداد ایسی ہے۔ جو صرف دل کے بہلانے کے کام آ سکتی ہے۔ اور وہ بھی تھوڑی سی دیر کے لئے۔ ورنہ کوئی بات ایسی نہیں۔ جو نتیجہ خیز ہو یا جو اصلاح حالات میں ممد و معاون بن سکے۔ کاش مسلمان اس قسم کی دور از کار باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنے اور اس طرح رہا سہا وقار کھونے کی بجائے اپنے آپ کو اس قابل بنائیں۔ کہ ان کی بات کو کچھ وقعت دی جا سکے۔ اور اس کی بھی کوئی قدر و قیمت سمجھی جائے۔ مگر یہ حالت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک سیاسی اور ملکی معاملات میں متحد نہ ہو جائیں۔ مذہبی عقائد کو فتنہ و فساد کا موجب نہ بنائیں۔ اور جو قدم اٹھائیں۔ سوچ سمجھ کر اٹھائیں:۔

حکومتِ افغانستان کے خلاف سکھوں کا مورچہ

جلال آباد (افغانستان) کے ہندوؤں اور سکھوں کی مبینہ تکالیف کے متعلق بعض سکھ لیڈروں نے حال ہی میں وائسرائے ہند کے نام ایک عرضداشت ارسال کی تھی جس میں مطالبہ کیا تھا۔ کہ اس معاملہ میں مداخلت کریں۔ لیکن اس بے ہودہ مطالبہ کا وہی حشر ہوا۔ جو ہونا چاہیئے تھا۔ یعنی کہدیا گیا۔ کہ حکومت ہند حکومت افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتی۔ سنا گیا ہے۔ اس سے سکھ مطمئن نہیں ہوئے۔ اور کہا جاتا ہے۔ وہ حکومتِ کابل کے خلاف مورچہ لگائیں گے:۔

بہتر ہو کہ سکھ یہ تجربہ بھی کریں۔ پنجاب کے بعض علاقوں میں مسلمانوں پر انتہائی تشدد کرتے رہتے تھے کہ انہیں اذان دینے اور مسجد بنانے پر قتل تک کر دینے کے ظالمانہ افعال سے وہ خیال کرتے ہونگے۔ کہ ہر جگہ کے مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اگر اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ تو کم از کم سکھوں کی یہ غلط فہمی ہی دور ہو جائے گی:۔

سابقہ خطوط کی تشریح میں مولانا ابوالکلام آزاد کے تازہ خطوط

مسیح موعودؑ کے نبی اللہ ہونے کا قرآن مجید میں ذکر

(۳)

مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک اور بات اپنے تازہ خطوط میں یہ بیان کی ہے۔ کہ گو نزول مسیحؑ کا ذکر احادیث و روایات میں پایا جاتا ہے۔ مگر یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ وہ بحیثیت نبی اور رسول ظاہر ہونگے۔ اور ان پر ایمان لانا لوگوں کے لئے ضروری ہوگا۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں "نزول مسیح کی جتنی روایتیں ہیں۔ ان سب میں ان کے نزول کو قیامت کے آثار و مقدمات میں سے قرار دیا گیا ہے۔ یہ کہیں نہیں ہے۔ کہ وہ بحیثیت رسول کے ظاہر ہونگے" (مدینہ)

اسی طرح لکھتے ہیں "روایات میں جس نزول مسیحؑ کی خبر دی گئی ہے۔ اس کا تعلق قیامت کے آثار و مقدمات سے ہے۔ دین کی تکمیل سے نہیں ہے۔ کہ حضرت مسیح بحیثیت ایک نبی کے نازل ہونگے اور ہر مسلمان کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ نبوت کے ایک نئے ظہور پر ایمان لائے" (الجمعیۃ)

سطورِ مافوق میں مولانا آزاد نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان میں سے ایک امر پر "الفضل" کے ایک گزشتہ پرچہ میں روشنی ڈالتے ہوئے بتایا جا چکا ہے۔ کہ مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور جو شخص مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری قرار نہیں دیتا۔ وہ نہ صرف قرآن مجید اور احادیث کے احکام کو جھٹلاتا ہے۔ بلکہ مسیح موعود کی بعثت کو نعوذ باللہ ایک بے معنی چیز قرار دیتا ہے۔

صحبت امروزہ میں ہم مولانا کے اس دعوے کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ کہ اس امر کا کہیں ذکر نہیں۔ کہ مسیح موعود بحیثیت نبی ظاہر ہوگا ہمیں افسوس ہے۔ کہ مولانا آزاد جو ایک بالغ نظر اور معتبر انسان کی حیثیت میں دنیا میں دیکھے جاتے ہیں۔ احمدیت کے خلاف ایسی بودی باتیں بیان کرنے لگ گئے ہیں۔ جو ہر اس شخص کے نزدیک مضحکہ خیز ہیں جس نے دینی کتب کا تھوڑا بہت بھی مطالعہ کیا ہو۔ اور جسے معلوم ہو۔ کہ مسیح موعود کا مقام قرآن اور احادیث میں کیا بیان ہوا ہے۔ مولانا کا خیال ہے۔ کہ اس امر کا کہیں ذکر نہیں۔ کہ مسیح موعود بحیثیت نبی ظاہر ہوگا۔ حالانکہ مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے کا نہ صرف روایات میں ذکر آتا ہے۔ بلکہ قرآن مجید بھی مسیح موعود کو کھلے الفاظ میں نبی اور رسول کے خطاب سے ملقب کرتا ہے۔ چنانچہ پہلی آیت جس میں مسیح موعود کو رسول کہکر پکارا گیا ہے۔ وہ ھُوَ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ہے اس آیت کے متعلق تفصیلاً بتایا جا چکا ہے کہ اس میں مسیح موعود کا ذکر ہے۔ اور مسیح موعودؑ کے متعلق ہی اس آیت میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ اس کے ذریعہ اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ پس جبکہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ جیسا کہ مفسرین بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس آیت میں رسول کا لفظ آتا ہے۔ اور رسول کا لفظ لا کر یہی بتایا گیا ہے۔ کہ مسیح موعود اللہ تعالےٰ کا رسول ہوگا۔ پس مسیح موعود کے بحیثیت رسول ظاہر ہونے کی طرف یہ آیت دلالۃ النص کے طور پر اشارہ کرتی ہے۔ دوسری آیت جس میں مسیح موعودؑ کو رسول قرار دیا گیا ہے۔ وہ سورہ جمعہ کی آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ہے۔ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث بتائے گئے ہیں۔ اور ضروری ہے۔ کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلا بعث رسالت کے ساتھ تھا۔ اسی طرح آپ کا دوسرا بعث بھی رسالت کے ساتھ ہو۔ ورنہ اولین و آخرین میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر دو بعثتوں میں مشابہت نہیں ہو سکتی اور چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت مسیح موعود کی صورت میں ہے۔ اس لئے اس آیت کے ماتحت مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا بھی یقینی طور پر ثابت ہؤا۔

تیسری آیت جس میں مسیح موعود کے متعلق رسول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ وہ مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد ہے۔ اس آیت میں حضرت مسیح ناصری نے اپنے مثیل کی پیشگوئی کی ہے۔ اور اس کا نام احمد بتایا ہے۔ پس احمد کا رسول ہونا قرآن مجید کے رُو سے ثابت ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص کہے۔ کہ اس احمد سے مراد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نہ کہ مسیح موعود۔ تو یہ ثابت کرنا اس کا کام ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام احمد تھا۔ لیکن ہمیں یقین ہے۔ کہ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا۔

چوتھی آیت جس میں مسیح موعود کو رسول کہکر پکارا گیا ہے۔ وہ آیت کریمہ واذا الرسل اُقّتت (المرسلات) ہے۔ اس آیت میں مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور اس کے زمانہ کی نسبت ان الفاظ میں خبر دی گئی ہے۔ کہ جب رسول وقت مقررہ پر لائے جائینگے۔ یعنی ایک ہی وقت میں سب رسولوں کو جمع کر دیا جائے گا۔ اور مسیح موعود کے وجود میں وہ تمام رسول ظاہر ہو جائینگے۔ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی تشریح میں اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" میں فرماتے ہیں۔

"واذا الرسل اقّتت اور جب رسول وقت مقررہ پر لائے جائینگے۔ یہ اشارہ درحقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے۔ اور اس بات کا بیان مقصود ہے۔ کہ وہ عین وقت پر آئے گا۔ اور یاد رہے۔ کہ کلام اللہ میں رسل کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ اور غیر رسول پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ اور یہ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ کہ اکثر قرآن کریم کی آیات کئی وجوہ کی جامع ہیں۔ جیسا کہ یہ احادیث سے ثابت ہے۔ کہ قرآن شریف کیلئے ظہر بھی ہے اور بطن بھی۔ پس اگر رسول قیامت کے میدان میں بھی شہادت کیلئے جمع ہوں تو آمنا وصدقنا لیکن اس مقام میں جو آخری زمانہ کے اکثر علامات بیان فرما کر پھر آخر پر یہ بھی فرما دیا کہ اس وقت رسول وقت مقررہ پر لائے جائینگے تو قرائن بینہ صاف طور پر شہادت دے رہے ہیں کہ اس ظلمت کے کمال کے بعد خدا تعالےٰ کسی اپنے مرسل کو بھیجیگا۔ تا مختلف قوموں کا فیصلہ ہو۔ اور چونکہ قرآن شریف سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ وہ ظلمت عیسائیوں کی طرف سے ہوگی۔ تو ایسا مامور من اللہ بلاشبہ انہی کی دعوت کیلئے اور انہی کے فیصلہ کے لئے آئیگا۔ پس اسی مناسبت سے اس کا نام عیسےٰ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ وہ عیسائیوں کیلئے ایسا ہی بھیجا گیا۔ جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ان کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور آیت واذا الرسل اقتت میں الف لام عہد خارجی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی وہ مجدد جس کا بھیجنا بزبانِ رسول کریمؐ معہود ہو چکا ہے۔ وہ اس عیسائی تاریکی کے وقت میں بھیجا جائیگا"

غرض قرآن کریم نے جس طرح حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کو نبی کہکر پکارا ہے۔ اسی طرح مسیح موعود کو بھی اس نے رسول کہکر پکارا ہے۔ جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ مسیح موعود خدا تعالےٰ کا نبی ہے۔ اور اس کی نبوت کا انکار ویسا ہی جرم ہے۔ جیسا کہ کسی اور نبی کی نبوت کا انکار جرم ہے۔

قرآن کریم کے بعد جب ہم احادیث کو دیکھتے ہیں تو ان میں بھی ہمیں ایسی روایات دکھائی دیتی ہیں جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو نبی اللہ کہکر پکارا۔ چنانچہ پہلی روایت وہ ہے جو مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ باب صفۃ الدجال میں آتی ہے۔ اور جسکے راوی حضرت نواس بن سمعان ہیں۔ اس ایک حدیث میں چار دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں یعنی مسیح موعود اللہ تعالےٰ کا نبی ہوگا۔ اور اسکے ماننے والے صحابی کہلائینگے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مسیح موعود کی نبوت پر اسقدر زور دینا اور بار بار اسکے متعلق نبی اللہ کے الفاظ کا تکرار کرنا بتاتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے کو ایک امر واقعہ کی صورت میں امت کے سامنے پیش فرمانا چاہتے تھے۔ تا جب وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہو تو لوگ اس کی نبوت پر ایمان لانے میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کریں۔

خاتم بفتح تاء کے صحیح معنی!

اخبار "زمیندار" کی ایک گزشتہ اشاعت میں ایک مضمون بعنوان "ختم نبوت" باقر علی صاحب کی طرف سے چھپا ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعوئ نبوت میں سچے نہیں۔ کیونکہ آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا روا نہیں رکھتی۔ مضمون نویس صاحب کا اس آیت سے استدلال یہ ہے۔ کہ یہ آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کے دروازہ کو بند کرتی ہے۔ کیونکہ خاتم بفتح تاء اور خاتم بکسرہ تاء دونوں صورتوں میں مطلب ایک ہی ہے۔ یعنی آپ کی ذات پر ہر قسم و ہر نوع کی نبوت ختم ہو گئی۔ اور آپ کے بعد اب کوئی نبی خواہ وہ ظلی ہو یا بروزی صاحب شریعت ہو۔ یا بغیر شریعت ہرگز نہیں آسکتا۔

اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ:-

قرآن مجید میں لفظ خاتم بفتح تاء آیا ہے اس کے معنے "ختم کرنے والا" کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتے۔ یہ معنی کرنے والے یقیناً عربی زبان سے ناواقف ہیں۔ یا پھر دیدہ دانستہ دھوکہ دینے والے ہیں۔ خاتم اسم آلہ ہے جس طرح عالم کا لفظ ہے۔ عالم کے معنی ما یعلم بہ کے ہیں۔ یعنی جس سے علم حاصل ہو۔ اسی طرح خاتم کے معنے ما یختم بہ کے ہیں۔ یعنی جس سے مہر لگائی جائے۔ عربی زبان میں خاتم بفتح تاء جب کسی جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہو۔ تو اس کے معنے ہمیشہ افضل کے ہوتے ہیں۔ جیسے خاتم الفقہاء۔ خاتم المہاجرین۔ خاتم المحدثین۔ خاتم الاولیاء۔ وغیرہ وغیرہ۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا چیلنج دیا جا چکا ہے کہ عربی زبان کا کوئی ایک ہی محاورہ پیش کیا جائے۔ جس میں خاتم کا لفظ کسی جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہو۔ اور پھر اس کے معنے آخری کے ہوں۔ یہ چیلنج متواتر اب تک جماعت کی طرف سے دیا جا رہا ہے۔ مگر کسی نے بھی اس کا جواب نہیں دیا۔ اور جواب دیا بھی کیا جائے۔ جبکہ عربی میں اس قسم کا کوئی محاورہ ہی نہیں۔

علاوہ ازیں ہندوستان میں بھی اس محاورہ کو انہی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جو ہماری تائید میں ہیں۔ مثلاً مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی وفات پر جو مرثیہ لکھا۔ اس کے ٹائیٹل پیج پر متوفی کو خاتم الاولیاء و المحدثین لکھا۔ مولوی بدر عالم صاحب مدرس دیوبند نے اپنے رسالہ "الجواب الفصیح" کے صفحہ ۲ پر مولوی انور شاہ سابق صدر المدرسین دیوبند کو خاتم المحدثین لکھا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کو رسالہ عجالہ نافعہ کے ٹائیٹل پیج پر خاتم المحدثین لکھا گیا ہے۔ جس طرح ان مثالوں میں خاتم بمعنی افضل کے ہیں۔ اسی طرح آیت کریمہ میں خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے معنے تمام انبیاء سے افضل کے ہیں۔

پس جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے الفاظ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں آئے ہیں۔ یعنی یہ کہ آپؐ سب انبیاء سے افضل ہیں۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت اسی میں ہو سکتی ہے۔ کہ آپؐ کی متابعت اور غلامی میں ایک انسان یہاں تک ترقی کرے۔ کہ وہ روحانیت کا سب سے اعلےٰ مقام نبوت حاصل کرے۔ نہ کہ یہ عقیدہ رکھنے سے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اگر حضرت موسےٰ علیہ السلام کی امت کے لوگ مقام نبوت حاصل کر سکتے ہیں۔ تو کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ نعوذ باللہ حضرت موسےٰ علیہ السلام جتنی بھی نہیں۔ کہ آپ کی قوت قدسیہ اور آپ کی شریعت کی پیروی میں کوئی ایک شخص بھی مقام نبوت حاصل نہ کر سکے۔ اس صورت میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل نہیں ہو سکتے۔ افضلیت اسی میں ہے۔ کہ آپؐ کی متابعت میں اور آپؐ کے واسطے سے اللہ تعالےٰ کسی کو مقام نبوت پر کھڑا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ سابقہ بزرگوں اور صلحاء کا یہی عقیدہ تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد شریعت والی نبوت بند ہے۔ ہاں آپ کی پیروی میں غیر تشریعی نبوت کا مقام حاصل ہو سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی نے جو مسلمانوں کے ایک بہت بڑے فلاسفر اور مقرب الٰہی گزرے ہیں۔ لکھا ہے:-

ان النبوة التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما ھی النبوة التشریع

(فتوحات مکیہ جلد ۲ - صفحہ ۳)

کہ وہ نبوت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود پر ختم ہوئی۔ وہ تشریعی نبوت ہے۔

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:-

قلت مع ھذا لو عاش ابراھیم وصار نبیاً وکذا لو صار عمر نبیاً لکان من اتباعہ صلے اللہ علیہ وسلم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فلا ینافض قولہ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی نبی ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۸ - ۵۹)

کہ میں کہتا ہوں۔ اس کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا۔ تو نبی ہوتا۔ اور اسی طرح اگر عمر نبی ہو جاتا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین سے ہوتے۔ یہ اقوال خاتم النبیین کے مخالف نہیں ہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور آپ کی امت سے نہ ہو۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:-

"سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے۔ کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد۔ اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا۔ کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے"۔

(تحذیر الناس صفحہ ۳)

حضرت سید ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

"وختم بہ النبیون ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس"۔ (تفہیمات الٰہیہ تفہیم صفحہ ۵۳)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبی ختم ہو گئے۔ یعنی آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہو سکتا۔ جس کو خدا تعالےٰ شریعت دے کر لوگوں کی طرف مامور کرے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں پر یہ حق ظاہر کیا۔

پس یہ بالکل ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ خاتم النبیین کے وہ معنی جو باقر علی صاحب۔ اور ان کے ہم خیال لوگ کرتے ہیں۔ اور جو یہ ہیں۔ کہ:-

"نبوت و رسالت خاتم الانبیاء والمرسلین جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ پر ختم ہے۔ اور اس کے بعد تا قیام قیامت کوئی نبی۔ یا رسول خواہ وہ صاحب شریعت ہو۔ یا بغیر شریعت۔ ظلی ہو۔ یا بروزی نہیں آئے گا"۔

سراسر غلط ہیں۔

سیاسیات یورپ کا خطرناک دور

جرمنی اور آسٹریا کے درمیان حال میں جو معاہدہ ہوا ہے اور جس کی رو سے جرمنی نے آسٹریا کو ایک خود مختار حکومت تسلیم کر لیا ہے۔ اور آسٹریا نے اپنے آپ کو جرمن قوم کی ایک سلطنت کہلانا پسند کیا ہے۔ اس سے سیاسیات یورپ میں ایک نیا تغیر رونما ہونے کی توقع کی جا رہی ہے۔ اٹلی کے ڈکٹیٹر سائینور مسولینی نے چونکہ اس رابطہ اتحاد کا خیر مقدم کیا ہے۔ اور یوں بھی وہ اپنا مفاد جرمنی سے مشترک سمجھتا ہے۔ اور یورپ کی موجودہ سیاسی صورت حالات نے ان دونوں ممالک کو ایک دوسرے کے بہت قریب کر دیا ہے۔ اس لئے جرمنی اور آسٹریا کے اس نئے اتحاد میں اٹلی کی شرکت بھی یقینی ہے مسئلہ رائن لینڈ کے بارے میں بھی اٹلی جرمنی کا حامی ہے۔ چنانچہ اٹلی نے فرانس کے نظریہ کے علی الرغم اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ قبضہ رائن لینڈ پر غور وخوض کرنے کے لئے ودل لوکارنو کی جو کانفرنس عنقریب منعقد ہوگی۔ اس کی کارروائیوں اور مذاکرات میں جرمنی کو بھی شریک کیا جائے۔

ظاہر ہے۔ کہ وسطی یورپ میں تین طاقتوں کا یہ ایک زبردست محاذ قائم ہوگیا ہے۔ ان میں سے دو طاقتیں دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں میں شمار ہوتی ہیں اگرچہ اٹلی اور جرمنی اپنی جارحانہ کارروائیوں اور خودسریوں کے باعث الگ الگ حیثیت میں ہی امن یورپ کے لئے مستقل خطرہ سمجھے جاتے ہیں لیکن ان کا باہمی اتحاد یورپ کے لئے اور پھر ساری دنیا کے لئے جس قدر تہدید آمیز اور پُرخطر ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے اس اتحاد کے مقابلہ میں دنیا کی دوسری دو بڑی سلطنتوں یعنی برطانیہ اور فرانس کا اتحاد ناگزیر معلوم ہوتا ہے کیونکہ جرمنی اور اٹلی دونوں کے تعلقات برطانیہ اور فرانس سے دوستانہ نہیں بلکہ مؤخر الذکر دونوں حکومتوں سے باوجود اس بات کے کہ جنگ عظیم کے بعد ان کے تعلقات بظاہر کشیدہ نہیں رہے گہری خصومت اور عداوت ہے جس کی بڑی وجہ یہ خیال کی جاتی ہے۔ کہ جنگ عظیم کے اختتام پر جرمنی اور اس کے ہم نواؤں کو اپنی نوآبادیوں سے دستبردار ہو کر انہیں برطانیہ اور فرانس کے حوالے کر دینا پڑا تھا۔

جرمنی اور آسٹریا کے جدید معاہدہ پر فرانس کے سیاسی دوائر حیران ہیں۔ اور اسے بے حد شکوک اور شبہات کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ برطانیہ نے اسے مخلوط جذبات پسندیدگی و شبہ سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ ہے لیکن فرانس اور برطانیہ کے موجودہ سیاسی رجحانات اور نقطہ ہائے نگاہ کا ایک نہایت افسوسناک پہلو جو صرف انہی ایک دو سالوں میں ظاہر ہؤا ہے یہ ہے۔ کہ پوری حربی طاقت اور افواج قاہرہ رکھنے کے باوجود وہ جنگ کے نام سے گھبراتے اور باوجود اعانت کے مظلوم کو ظالم کے پنجہ سے چھڑانے کی اپنے اندر جرأت نہیں پاتے۔ ادہر ان کی ذہنی کیفیتوں اور صلاحیتوں میں انحطاط اور زوال کے یہ آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ ادہر ہٹلر اور مسولینی شیر گرسنہ کی طرح تندی اور خونخواری میں اور زیادہ بڑھ رہے ہیں۔ اور ستیزہ کاری پر آمادہ و تیار نظر آتے ہیں۔ جوں جوں برطانیہ اور فرانس دبتے ہیں۔ ہٹلر اور مسولینی کے حوصلے بڑھ رہے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے رائٹر نے اعلان کیا تھا۔ کہ ہر ہٹلر کسی ایسی نئی خارجہ حکمت عملی کی تیاری میں مصروف ہے جس کا پتہ لگانے کے لئے یورپ کی تمام حکومتوں کے جاسوس سرگرداں و پریشان ہیں۔ علاوہ ازیں جرمن قوم اپنے ملک کی جبیں سے سابقہ ذلتوں اور رسوائیوں کے داغ دھونے کے لئے کمربستہ ہو چکی ہے۔ اور اپنی نوآبادیاں واپس لینے پر تلی ہوئی ہے۔ چنانچہ ایک جرمن اخبار نے لکھا ہے کہ مستعمرات سے جرمنی کو محروم رکھنا جرمن قوم کو ذلیل کرنے کے مترادف ہے۔ اہل جرمنی اس ذلت کو برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کی نوآبادیوں سے دوسری حکومتیں فائدہ اٹھائیں۔ اور وہ یونہی ان کا منہ تکتے رہیں۔ نوآبادیات پر جرمنی کے دوبارہ قبضہ سے کم کوئی چیز جرمنی کو مطمئن نہیں کر سکتی۔ اگر کسی حکومت نے جرمنی کے اس مطالبہ کے راستے میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی۔ تو تمام نتائج کی ذمہ داری اس پر ہوگی جرمنی اپنی نوآبادیات کو قوت بازو سے حاصل کر لے گا۔

جرمنی کے علاوہ اٹلی بھی حبشہ کو ہڑپ کرنے کے بعد سلطنت روم کے خواب دیکھنے میں مصروف ہے۔ اور مصر اور سوڈان پر اس کی چشم حرص و آز لگی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کے عزائم کے ہوتے ہوئے امن کا قائم رہنا محال ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ موجودہ حالات میں یورپ کے طوفانی سمندر میں بعض ملکوں کی باریک در باریک مصلحت اندیشیوں سے عارضی طور پر حالت سکون پیدا ہو جائے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ باہمی بداعتمادیوں اور ہوسکاریوں کی وہ آگ جو ان میں اندر ہی اندر سلگ رہی ہے۔ ضرور ایک دن کوہ آتش فشاں کی طرح بھڑک کر رہے گی۔ اور تمام یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے کر بھسم کر دے گی۔

دول فرنگ کی بری بحری اور فضائی قوت کو مضبوط کرنے کے لئے رسہ کشی مسابقت صاف ظاہر کر رہی ہے۔ کہ وہ لحظہ بہ لحظہ میدان جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور وہ وقت بعید نہیں جبکہ انہیں اس میں کودنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ یورپی تہذیب میں خود ہی اس کی تباہی و بربادی کے جراثیم موجود ہیں۔ جو اس کے قصر فلک بوس کو اندر ہی اندر بوسیدہ اور کھوکھلا کر چکے ہیں اب اس کا زود یا بدیر دھڑام سے نیچے آ رہنا یقینی امر ہے مکافات عمل زبان حال سے یورپ کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ تمہاری تہذیب اپنے ہاتھوں سے آپ ہی خودکشی کرے گی جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا۔ ناپائدار ہوگا

سٹیشن جاکھل کے مسلمان عملہ کی شرافت اور ہمدردی کا اعتراف

چند دن ہوئے۔ میں اپنی اہلیہ کو کھڑک چاناں ضلع رہتک لینے کے لئے گیا۔ واپسی پر بھائی محمد عبد اللہ صاحب ہندوستانی کی بیوی نے بھی قادیان آنے کا قصد کیا۔ میں اور میری بیوی اور وہ بوڑھی عورت جو بیمار اور بہت کمزور تھی۔ آ رہے تھے۔ کہ جاکھل سٹیشن ضلع رہتک پر گاڑی بدلنی پڑی۔ اور گاڑی میں بیٹھتے ہی بیچاری جان بحق ہو گئی۔ گاڑی ٹھہرائی گئی۔ ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے سٹیشن ماسٹر صاحب سے کہا۔ طبعی موت واقع ہوئی ہے اس پر سٹیشن ماسٹر صاحب نے مجھ سے نہایت سلوک و محبت سے پوچھا آپ اس کو لے جانا چاہتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر لے جانا چاہتے ہو۔ تو قادیان ۲۰۰ میل ہے ۵۰ روپے خرچ ہونگے۔ میں نے لے جانے سے معذوری ظاہر کی۔ ریلوے سٹاف نہایت ہمدردی اور خلوص سے ایک کوارٹر میں ہم کو لے گئے۔ اور اطمینان دلایا۔ کہ ہم تجہیز و تکفین کا انتظام کر لیں گے۔ چنانچہ اپنی جیب سے کفن لائے۔ خود ریلوے سٹاف نے قبر کھودی۔ اور ایک عورت کو بلا کر غسل دلایا۔ اور پھر قبرستان میں جا کر دفنایا۔ اور جنازہ کے لئے کہا کہ آپ قادیان جا کر کرا سکتے ہیں۔ ہم جنازہ نہیں پڑھتے۔

غرض سٹیشن جاکھل کے مسلمان ریلوے سٹاف کی یہ ہمدردی قابل شکریہ ہے۔

خاکسار:۔ تاج الدین قادیان۔

الفضل کا ہفتہ وار مکتوب جاپان بذریعہ ہوائی ڈاک

جاپان کے اہم داخلی معاملات

الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے

آسٹریلین اشیاء پر محصولات میں اضافہ

ٹوکیو ۲ جولائی آسٹریلین اور جاپانی تجارتی تعلقات کے سلسلہ میں جو کھچڑی سی کچھ عرصہ سے پک رہی تھی۔ اس کا تاؤ آخر بگڑا۔ جاپان اس امید میں تھا۔ کہ نیا معاہدہ جو آسٹریلیا کے ساتھ عمل میں آئے گا۔ اس کے نتیجہ میں جاپانی مال کی درآمد آسٹریلیا میں بڑھ جائے گی۔ مگر اس کی توقعات کے خلاف آسٹریلیا نے جاپانی مال کی درآمد پر اور بھی کڑی پابندیاں عائد کر دیں۔ اور اس طرح یہیں تجارت بھی خطرے میں پڑ گئی۔ نئی پالیسی کے ماتحت آسٹریلیا نے جاپانی مال کی درآمد پر Licensing System عائد کر دیا ہے۔ اور محصولات درآمد میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے:

موجودہ وقت میں آسٹریلیا کو جو مال جاپان کو جاتا ہے۔ وہ از قسم سوتی کپڑا ریشمی کپڑا اور مصنوعی ریشم کا کپڑا ہے۔ جاپان آسٹریلیا سے زیادہ تر اون گیہوں اور آرد گندم خریدتا ہے۔ علاوہ اس کے تھوڑی تھوڑی مقدار میں مکھن۔ منجمد دودھ۔ کھالیں اور گوشت۔ آسٹریلین گورنمنٹ کی کارروائی کے جواب میں جاپان نے بھی اون۔ گندم۔ اور آرد گندم کو لائسنسنگ سسٹم کے ماتحت کر دیا ہے۔ اور مکھن دودھ گوشت وغیرہ اشیاء پر پچاس فیصدی محصولات درآمد بڑھا دیئے گئے ہیں۔ آئندہ کے لئے جاپان کا خیال ہے کہ اون بجائے آسٹریلیا سے حاصل کرنے کے جنوبی افریقہ، نیوزی لینڈ اور ارجنٹائن وغیرہ ممالک سے حاصل کرے اور کسی صورت میں اشیاء کی خرید کو کسی ایک ملک تک محدود نہ رکھے:

ساتھ ہی متعلقہ محکمہ جات ایک ایسی تجویز کی تفصیلات طے کر رہے ہیں جن پر عمل کرتے ہوئے آئندہ بیس یا تیس سال کے عرصہ میں جاپان کی اپنی حدود کے اندر ۷،۰۰۰،۰۰۰ بھیڑیں پرورش کی جاسکیں۔ درمیانی عرصہ کے لئے محکمہ تجارت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اونی کپڑے کی بجائے دیگر قسم کے پارچات کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جائے:

خام اشیاء کی فراہمی

دراصل جاپانی حکومت ان دنوں خام اشیاء کی فراہمی کے مسئلہ پر بہت توجہ دے رہی ہے۔ کیونکہ اس سوال کا نہ صرف قوموں کی فارغ البالی اور اقتصادی خوشحالی کے ساتھ براہ راست تعلق ہے بلکہ فی زمانہ جنگوں میں فتح و شکست کا انحصار بھی خام اشیاء کی قلت و کثرت پر بہت حد تک منحصر ہے۔

تدابیر جنگ کے ماہرین کے نزدیک قریب بیس بائیس کے ایسی اشیاء ہیں جن کی فراہمی کا مستقل اور معقول بندوبست کرنے کے بغیر کوئی قوم جنگ میں فتح نہیں حاصل کر سکتی۔ روئی گیہوں یا دوسری قسم کے خوردنی سامان۔ لوہا کوئلہ۔ معدنی تیل۔ زنک۔ پوٹاسیم۔ ایلومینیم۔ سیسہ۔ گندھک۔ نائٹریٹ۔ مائیکا وغیرہ اشیاء سب اس فہرست میں شامل ہیں۔ ان میں سے صرف پانچ اشیاء کی فراہمی میں جاپان کسی کا محتاج نہیں۔ جو یہ ہیں۔ کوئلہ۔ مائیکا۔ گندھک۔ کروم اور ٹنگسٹن۔ باقی تمام چیزوں کے لئے جاپان دوسروں کا دست نگر ہے۔ خصوصاً معدنی تیل۔ لوہا۔ اون۔ اور روئی کے بارے میں تو اسکی تمام ضروریات ممالک غیر سے پوری ہوتی ہیں۔ چونکہ اس وقت ان اشیاء کی فراہمی کے منبع ایسے نہیں۔ جن کی نسبت جاپان کو یقین ہو کہ اگر اس کو کسی عظیم جنگ میں کودنا پڑے۔ تو فراہمی کا سلسلہ تواتر سے جاری رہے گا۔ اس لئے حکومت اس بارے میں بہت غور کر رہی ہے:

اہم معاملات میں جاپان کی پالیسی

۱۳ جولائی کو کابینہ ایک کانفرنس کرنے والی ہے۔ جس میں مختلف امور کے بارہ میں ملک کی پالیسی طے کی جائے گی یہ کانفرنس سب سے اول ملک کے دفاعی انتظامات کے سلسلہ میں فوجی اور بحری محکموں کی تجاویز پر غور کرے گی۔ نیز محکمہ آمد و رفت کی ان تجاویز پر جو ملک میں پرواز کو ترقی دینے سے تعلق رکھتی ہیں۔ دوسرا مسئلہ جو زیر غور آئے گا یہ ہے کہ کونسے ذرائع اختیار کئے جائیں کہ حکومت کے تجارتی صیغوں سے آمد میں اضافہ ہو جائے۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی کہ ٹیکسوں کے بارے میں ملک کے قوانین اور اصول میں کونسی ایسی تبدیلی ممکن ہے۔ جس سے ملک کی آمد میں زیادتی ہو جائے۔ قومی قرضہ کے سوال پر بھی غور کیا جائے گا۔ فراہمی اشیائے خام ملک کے طول و عرض میں خاطر خواہ انتظامات برائے امداد طبی دیہاتی صنعتوں کی ترقی۔ زراعت پیشہ لوگوں کی حالت کا سدھار وغیرہ تمام ان امور پر غور کیا جائے گا۔ جس کے بغیر کسی ملک کی سیاست مضبوط نہیں ہو سکتی:

دفاعی اخراجات اور بجٹ

یہ باور کرتے ہوئے کہ گورنمنٹ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ آئندہ بجٹ طے کرتے وقت کسی محکمہ کے مطالبات کو کسی دوسرے محکمہ کے مطالبات پر کوئی فوقیت نہ دی جائے گی۔ ایک اجلاس میں جو پانچ وزراء کا وزیر اعظم کے مکان پر ۲ جون کو ہوا۔ وزیر جنگ نے اس بات پر بہت زور دیا۔ کہ دفاعی اخراجات کو تمام دوسرے اخراجات پر فوقیت دی جانی چاہیئے۔ اور یہ کہ اگر ایسا نہ کیا گیا۔ تو یہ اس اصل کی خلاف ورزی ہوگی جس کے ماتحت موجودہ کابینہ کی تشکیل عمل میں آئی تھی۔ یہ سمجھا گیا ہے کہ وزیر اعظم نے جواباً اس بات کو وضاحت سے بیان کرنے کی کوشش کی۔ کہ ایسے دفاعی انتظامات جو ملک کی اقتصادی طاقت سے قطع نظر کر کے کئے جائیں بجائے خود خطرہ کا موجب بن جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی وزیر مالیات نے بھی کہا کہ ملک اور قوم کی اقتصادی طاقت کی حد ہوتی ہے جس سے تجاوز کرنا قرین مصلحت نہیں:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ وزیر جنگ کا ارادہ ہے کہ محکمہ جنگ میں اگست میں واقعہ ہونے والی سالانہ تبدیلیوں کے عمل میں آجانے کے بعد اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو جائے۔ مگر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وزیر اعظم پوری کوشش کریں گے کہ جنرل تیراوچی کی خدمات ملک کو بدستور حاصل رہیں:

مبلغین کے تبلیغی دورے

(۱) مولوی محمد بخش صاحب فاضل تحصیل کبیر والہ (ملتان) میں از ۱۲ اگست ۱۹۳۶ء تا ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء مندرجہ ذیل جماعتوں میں دورہ کریں گے ملحقہ جماعتیں بھی ان سے فائدہ اٹھائیں۔ مولوی صاحب موصوف اپنے آنے سے پہلے ہر جماعت کو خود اطلاع دیں گے۔ کبیر والہ۔ حسن پور۔ ہانہ ساہو۔ علی پور۔ دیوا سنگھ وغیرہ

(۲) دورہ جماعت ہائے ضلع گجرات از یکم اگست ۱۹۳۶ء تا آخر ستمبر ۱۹۳۶ء مولوی غلام رسول صاحب راجیکی معہ سید احمد علی صاحب مولوی فاضل ضلع گجرات کی جماعتوں کا دورہ کریں گے۔ ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے ایل ایل بی نے بھی ان کے ساتھ شامل ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ انہیں جب بھی فرصت ملے اپنے اس وعدہ کا پاس رکھیں گے ان کے مقامات تبلیغ حسب ذیل پروگرام کے مطابق ہونگے: پہلا حلقہ۔ شہر گجرات۔ لکھو کھر۔ شیخ پور۔ وھیرکے کلاں۔ شادیوال۔ کنجاہ۔ جسوکے۔ سدوکے۔ گولیکی۔ لنگے۔ سعد اللہ پور۔ عالم گڑھ۔ سوک کلاں و مضافات۔

دوسرا حلقہ۔ لالہ موسیٰ۔ ڈنگہ۔ منڈی بہاء الدین۔ سونگ رسول۔ دلونا۔ ماجرا و مضافات۔

تیسرا حلقہ۔ کھاریاں۔ نور نگ۔ کیشر۔ تہال۔ دھیڑ۔ چک سکندر۔ ہیلاں۔ جوڑہ کرنانہ۔ ملکوال۔ بھلیسر وغیرہ۔

چوتھا حلقہ۔ کھاریاں۔ کھیوے والی۔ موہنہ۔ ڈلو بھاٹہ وغیرہ۔ اگر کوئی جماعت مذکورہ بالا پروگرام میں رہ گئی ہو۔ یا اس کو ترتیب میں اقتصادی پہلو کے لحاظ سے تبدیل کرنا مناسب ہو۔ تو خادم صاحب کے ساتھ مشورہ کیا جاوے کہ: اے مبلغ مناسب تبدیلی کر سکتے ہیں: ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پاکپٹن میں احرار کی شرمناک بدزبانی اور اشتعال انگیزی

احرار کی طرف سے بڑے بڑے اشتہارات شائع ہوئے کہ پاکپٹن میں ۱۰۔۱۱ جولائی کو احرار کانفرنس منعقد ہوگی۔ جس میں ان کے چوٹی کے لیڈر شامل ہوں گے۔ ان تاریخوں سے پیشتر ہی بڑے بڑے اشتہارات جن کی سرخیاں یہ تھیں "دور حاضرہ کے احرار" المشتہر حکیم حبیب حسن صاحب انصاری لاہور اور "احرار کی حقیقی تصویر" المشتہر خواجہ بشیر احمد صاحب جنرل سیکرٹری اوقاف و مساجد امرتسر پاکپٹن کے در و دیوار پر چسپاں پائے گئے۔ مقامی احراروں اشتہاروں کو پھاڑ دیتے۔ مگر پھر یہ اشتہار لگا دیئے جاتے۔ رسالہ سیاہ نامہ احرار حصہ اول و حصہ دوم اور فیصلہ ہائی کورٹ بمقدمہ سرکار بنام عطاء اللہ بکثرت تقسیم کئے گئے۔ ۸ جولائی ۱۹۳۶ء کو جماعت احمدیہ پاکپٹن نے اپنا جلسہ عام کیا۔ جس میں ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب موگہ نے دلچسپ تقریر کی۔ اور احراری لیڈروں کی حقیقی تصویر کھینچ دی۔ اس تمام کارروائی کا یہ نتیجہ اثر ہوا۔ کہ جب ۱۰ جولائی ۳۶ء کو احراری لیڈروں کا جلوس باجے گاجے کے ساتھ نکلا۔ تو ابتداء میں صرف ۲۰ یا ۲۵ آدمی ہمراہ تھے۔ اور آخر تک صرف سو کے قریب مجمع ہوا۔ جس میں بچے اور تماشائی بھی شامل تھے۔ حالانکہ پاکپٹن میں مسلمانوں کی آبادی سات ہزار ہے۔

اس جلوس کے شروع میں جب ایک سن چلے غیر احمدی نے مولوی عطاء اللہ صاحب سے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ کے نزدیک شریعت اسلام میں اس طرح باجا بجانا جائز ہے۔ تو اس نے کہا نہیں۔ مگر جب اس نے مزید سوال کیا۔ کہ پھر جلوس کے ساتھ باجا کیوں ہے؟ آپ اسے منع کیوں نہیں کرتے۔ تو خود ساختہ امیر شریعت نے کھسیانہ ہو کر کہا۔ دنیا میں یونہی ہو رہا ہے۔ اور جب احراری پوچھنے والے سے دربدر ہونے لگے۔ تو مولوی عطاء اللہ نے کہا۔ یہاں کے احراری سب لوگوں سے لڑتے پھرتے ہیں۔ میں جلوس کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ اس طرح امیر شریعت کے ہاتھ ایک بہانہ آگیا۔ اور وہ جلوس سے علیحدہ ہو کر واپس قیامگاہ پر چلے گئے لیکن اپنی شریعت کا نفاذ اپنے حلقہ اثر میں بھی نہ کر سکے۔ اور باجا آخر تک جلوس کی رونق بنا رہا۔

احرار کی سر توڑ کوشش کے باوجود نہیں حضرت باوا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا کھلا احاطہ جلسہ گاہ کے لئے نہ مل سکا۔ بلکہ بجائے اجازت کے دروازہ صدر پر حسب ذیل نوٹس چسپاں کیا گیا۔

"ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی صاحب مسجد کے آستانہ مبارک میں کسی قسم کا لیکچر یا وعظ نہ فرمائیں۔ تا وقتیکہ نفس مضمون دکھا کر سجادہ نشین صاحب موصوف کی اجازت حاصل نہ کرلیں۔ خلاف ورزی کرنے والے اصحاب باہر نکال دیئے جانے کو اپنی عزت کی ہتک تصور نہ فرمائیں اور کسی قسم کا چندہ بھی نہیں کر سکتے۔"

(بحکم سجادہ نشین صاحب)

ناچار انہوں نے عیدگاہ میں جلسہ کیا۔ جلسہ میں حاضری تین چار صد سے لیکر سات آٹھ صد تک رہی۔ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر مولوی عطاء اللہ اور مولوی حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کی تقریروں کا خلاصہ اور ماحصل یہی تھا۔ کہ احمدیوں سے مکمل مقاطعہ کرو۔ اور ہر طرح تنگ کرو۔ مولوی عطاء اللہ نے تو حد ہی کردی۔ اس نے کہا۔ مرزائی واجب القتل مثل سور ہیں۔ مرزائی طاعون کے چوہے ہیں اور مرزائی عورتیں طاعون کی چوہیاں ہیں۔ جب کوئی چوہا یا چوہیا اپنی کھڈ (بل) سے نکلے۔ تو وہیں تلوار سے اُسے مار ڈالو۔ ان سے بغض اور کینہ رکھنا ایمان کی علامت ہے۔ خدا نے مجھے مرزائیوں کو مٹانے کے لئے مبعوث کیا ہے اپنی تلوار کو میان سے نکال کر اس کی چمک اور ساخت کی تعریف کرکے کہا۔ کہ ایمان کی پرکھ اس کے ذریعہ سے ہوتی ہے اخبار

یہ تھا۔ کہ احمدیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دو پھر کہا۔ مرزائیوں کو فرعون اور نمرود وغیرہ کی طرح ہلاک کر ڈالو۔ اور ان کو جہنم میں پہنچا کر ثواب حاصل کرو۔ اس تقریر کے دوران میں ایک شخص مسمی روشن دین کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ پچھلے دنوں جب مولوی عبدالحق اور ایک مرزائی کی لڑائی ہوئی تھی۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا تھا۔ مجھے تلوار دو۔ تو میں سب مرزائیوں کو قتل کر ڈالوں مگر انہوں نے مجھے تلوار نہ دی۔ اس پر امیر شریعت نے کہا شاباش۔ ایمان ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ غرضیکہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مابین نفرت پھیلانے اور غیر احمدیوں کو مشتعل کرنے اور تشدد آمیز تعلیم دینے میں اُس نے (مولوی عطاء اللہ) کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔

پھر انہوں نے حسب عادت اپنی تقریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توہین اور ہتک کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ۱۰ جولائی ۳۶ء کو میاں سر فضل حسین صاحب مرحوم کی وفات کی خبر پاکپٹن میں پہونچ چکی تھی۔ اس روز مسٹر مظہر علی صاحب اظہر اور مولوی عطاء اللہ نے اپنی تقریروں میں ان کے خلاف نہایت ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے۔ اور کہا کہ آج فضل حسین جہنم میں پہونچ چکا ہے۔ آج اس کا جنازہ اٹھایا جا رہا ہے۔ مولوی عطاء اللہ نے کہا۔ سر فضل حسین۔ سر سکندر حیات۔ ظفر اللہ خاں۔ احمد یار خاں دولتانہ سر فلاں اور سر فلاں نے مکہ اور مدینہ کو ۷۵ سال کے لئے انگریزوں اور عیسائیوں کے پاس بیچ دیا ہے۔ ان کی تہ میں مرزا بشیر کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ ہائے ہائے۔ اس کے آگے مغلظ گالیاں دینی شروع کردیں۔

۱۰ جولائی کے بعد آنے والی رات کو جبکہ مسٹر مظہر علی اظہر مسجد شہید گنج لاہور کے بارے میں تقریر کر رہے تھے۔ اور سر فضل حسین صاحب کی وفات پر بجائے اظہار افسوس کے خوشی منا رہے تھے بلکہ صریح توہین اور ہتک کر رہے تھے۔ اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخت توہین کر رہے تھے۔ ایک بچھو نکلا جسے ایک شخص نے جوتے سے مار ڈالا۔ ایک لڑکا نزدیک ہی بیٹھا تھا۔ وہ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ سانپ سانپ اور دوڑ پڑا۔ اس پر جلسہ کے تمام ہجوم میں بھاگڑ مچ گئی۔ بھاگنے والے ایک دوسرے پر گرتے تھے۔ دور بیٹھے ہوئے بھی ان کو دیکھ کر بھاگ پڑے۔ اور آن کی آن میں جلسہ گاہ خالی ہوگئی۔ کئی آدمیوں کے جوتے گم ہوگئے۔ اور ایک احراری رضاکار اپنی تلوار میدان جلسہ میں ہی بدحواس ہو کر چھوڑ گیا کہا جاتا ہے۔ مسٹر مظہر علی سٹیج کی آڑ میں پناہ گزین ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد پھر جلسہ شروع کیا گیا۔ جس میں مولوی عبدالحق صاحب خطیب جامع مسجد اور مولوی عطاء اللہ نے [illegible] جھوٹ سے کام لیتے ہوئے اس واقعہ کو جماعت احمدیہ کے ذمہ لگایا۔ میں نے دو معزز ہندوؤں سے دریافت کیا۔ جو کہ اس بچھو کے نکلنے کی جگہ کے بالکل قریب بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا وہاں کوئی احمدی نہ تھا۔ دراصل مجمع نے سمجھا۔ کہ احمدیوں نے حملہ کر دیا ہے۔ اور ڈر کے مارے اُٹھ دوڑے۔

۱۰ جولائی ۳۶ء کو دن کے وقت احراری لیڈروں نے جماعت احمدیہ کے خلاف جو اعتراضات کئے تھے۔ ان کے جوابات شام کے وقت احراری اجلاس سے پہلے پہلے جماعت احمدیہ نے اپنا خاص جلسہ کرکے دیدیئے۔ ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب موگہ والے تقریر کرنیوالے تھے۔ انہوں نے شستہ زبان میں نہایت عمدہ طور پر احرار کے لیڈروں کا پول کھولا۔ ان کی تقریر کی تاب نہ لاکر احراری باوردی رضاکاروں نے احمدیہ جلسہ میں شور و غوغا مچایا۔ تالیاں پیٹیں۔ سیٹیاں بجائیں۔ آوازے کسے اینٹیں بھی پھینکیں۔ جن میں سے ایک مجھے بھی لگی۔ اور ایک چوہدری چھجو خانصاحب امیر جماعت احمدیہ سرادہ ضلع ہوشیارپور کو۔ اس روز جلسہ احمدیہ میں پولیس کا کوئی انتظام نہ تھا۔ باوجودیکہ پولیس میں دو بار اطلاع دینے کے کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ پھر ۱۱ جولائی ۳۶ء شام کے وقت احراری لیڈروں کی تقریروں کا جواب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب نے دیا۔ پولیس باوردی اور بلا وردی موجود تھی۔ احرار نے چھوٹے چھوٹے لڑکے ہمارے جلسہ کے نزدیک شور ڈالنے کے لئے بھیجدیئے۔ جو شور ڈالتے رہے۔ احرار کی فتنہ انگیزی [illegible]

احرار کی بے عنوانی اور بدلگامی کا نتیجہ

جب تک مولانا ظفر علی خان مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں نظر بند رہے اور زمیندار بھی بند رہا۔ ممدوح کے ساتھ ان کے لاہوری معاصرین نے ہمدردی اور عقیدت کے اظہار کا پورا حق ادا کیا۔ "احسان" نے ظفر نمبر نکالا۔ اور اس شان سے نکالا کہ مسلم پبلک نے "ادارہ احسان" کی ظفر دوستی کو اسلامی اور قومی زاویہ نگاہ سے ایک نیک فال قرار دیا۔ لیکن آج "احسان" مجلس احرار اور اتحاد ملت کی افسوسناک کشمکش کے سلسلہ میں علانیہ مولانا ظفر علی خان کی نسبت یہ لکھتا ہے کہ اس کشمکش کی تہ میں قیادت اور ذاتی اغراض کا جذبہ کارفرما ہے۔

مولانا ظفر علی خان کی سیاسی سرگرمیوں کا آغاز اس وقت سے ہوا ہے۔ جب کہ مقدسین احرار سیاسی پہلو سے منصۂ شہود پر بھی نہیں آئے تھے۔ اور سیاسیات کی ابجد سے بھی قطعاً ناواقف تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری خود فرمایا کرتے ہیں۔ کہ ہم نے سیاسیات کی تعلیم حاصل کی تو ظفر علی خان سے۔ کیا "احسان" کی یہ احسان ناشناسی نہیں ہے کہ وہ "مقدسین احرار" کے مقابلہ میں مولانا ظفر علی خان اور ان کے رفقاء کا ذکر اس انداز سے کرتا ہے۔ کہ گویا وہ مسلمانوں میں اپنے طرز عمل سے افتراق و تشتت کی آگ کو محض اس لئے ہوا دے رہے ہیں۔ کہ ان کی ذاتی اغراض کے پورا ہونے کی صورت نکل آئے۔

کیا "احسان" چودھری افضل حق کے اس اعلان کو جو "مجاہد" میں شائع ہو چکا ہے بھول گیا ہے۔ کہ مجلس احرار اس امر کی تاب نہیں لا سکتی کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اس کے مقابلہ میں کھڑی ہو۔ اور اگر وہ ایسا کرے گی۔ تو اس کی ہستی کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائیگا۔ الفاظ یہ نہیں ہیں۔ لیکن مفہوم ان کا یہی ہے "احسان" کے "سندباد جہازی" حکمت اور موعظت کے ایک بلند مقام پر بیٹھ کر احراریوں اور اتحادیوں دونوں کو اپنے مخصوص انداز میں ڈانٹ بتا رہے ہیں گویا ان کے نزدیک دونوں فسادی ہیں۔ حالانکہ انصاف اس امر کا متقاضی ہے کہ فریقین میں سے جو غلطی پر ہے۔ اسے راہ راست پر لانے کی کوشش کی جائے۔ کیا جناب "سندباد جہازی" ہمیں یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ "میثاق گجرات" کی خلاف ورزی کی شدید اور اہم ذمہ داری کس فریق پر عائد ہوتی ہے۔

اگر ملک کی تمام اسلامی مجالس قومی انجمنیں اور سربرآوردہ علماء متفقہ طور پر صاف اور واضح الفاظ میں اس امر کا اعلان کر دیں۔ کہ مسجد شہید گنج کی تحریک ترک کر دینی چاہیئے۔ کیونکہ اس کے نتائج ملت اسلامیہ کے لئے تباہ کن ثابت ہونگے۔ تو میرے خیال میں مولانا ظفر علی خان اور ان کے رفقاء کو قوم کے اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ مقدسین احرار پہلے ہی مسجد شہید گنج کو مسجد ضرار قرار دے چکے ہیں۔ اور ان کی رائے میں مسجد مذکور کی بازیابی ایک ناممکن امر ہے

اس سلسلہ میں مقدسین احرار آئے دن اپنے حریفوں کو یہ طعنہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اتحاد ملت کے ارکان دراصل مسجد شہید گنج کی تحریک کی آڑ میں پنجاب اسمبلی میں نشستیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اسمبلی میں جانا گناہ اور ملت سے غداری کے مترادف ہے۔ تو ع

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

مقدسین احرار کیوں دیدہ و دانستہ اس گناہ کے ارتکاب کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور اگر اسمبلی میں داخلہ کار ثواب ہے۔ تو پھر اتحاد ملت کے ارکان کو اس نیک کام سے کیوں روکا جاتا ہے۔

آج کل قائدین احرار کی سرگرمیوں کا دلچسپ اور قابل ذکر پہلو یہ ہے۔ کہ ان کے گرگوں یا والنٹیروں نے اتحاد ملت کے صرف شبینہ جلسوں میں اودھم مچانا جلسہ کو درہم برہم کرنا اور لاٹھیوں اور چاقوؤں سے حملہ کر کے اپنے حریفوں کے قلوب پر دہشت اور خوف کا سکہ بٹھا رکھنا اپنا فرض منصبی قرار دے رکھا ہے۔ وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ اس لئے کہ والنٹیروں کو اس خدمت کا کسی نہ کسی شکل میں معاوضہ دیا جاتا ہے۔ کیا قائدین احرار یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ حریف کو زک دینے یا اسے ذلیل و رسوا کرنے کی اس سے بہتر صورت اور کوئی نہیں ہو سکتی؟ خدا حسد اور رقابت کا برا کرے۔ جس نے مقدسین احرار کو چشم بصیرت سے محروم کر دیا ہے۔ کاش یہ بھلے آدمی اس تلخ حقیقت سے آگاہ ہو جائیں۔ کہ اس قسم کی چھچھوری حرکتوں سے وہ اپنی جڑیں خود کاٹ رہے ہیں۔

میں پہلے بھی اپنے اس خیال کا اظہار کر چکا ہوں۔ اور اب پھر اس کا اعادہ کرتا ہوں۔ کہ مقدسین احرار، صرف اسی صورت میں اپنے حریفوں پر غالب آ سکتے ہیں۔ کہ وہ چاقو۔ لٹھ اور افتراپردازی کے حربے استعمال کرنے کے بجائے روحانی اور اخلاقی طاقت سے کام لیں اگر اس طاقت سے آپ اتحاد ملت والوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں۔ تو تمام مسلمانوں کو آپ کی اس فتح سے دلی مسرت حاصل ہوگی۔ لوگ آپ کا جلوس نکالیں گے۔ آپ پر پھول برسائیں گے اور اپنی آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ لیکن روحانی اور اخلاقی طاقت پیدا کرنے کے لئے قائدین احرار کو اپنی جسمانی اور دماغی سرگرمیاں خالق ذوالجلال اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت اور رضا جوئی کے مقدس جذبہ کے تابع رکھنی پڑیں گی۔ کیا امیر شریعت احرار اس مجاہدے کے لئے تیار ہیں؟

قائدین احرار اپنے حریفوں کے خلاف اس بے بنیاد اور معاندانہ پروپیگنڈا کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ کہ مسجد شہید گنج کے نام سے مولانا ظفر علی خان نے مسلمانوں پر گولیاں چلوائیں۔ یہ ایسا ناپاک اتہام ہے۔ کہ خود شیطان بھی اس پر نفرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا حالانکہ اہل نظر کا بیان یہ ہے:۔ کہ لاہور کے مسلمانوں کا خون ان اعلیٰ مسلمان عہدیداروں کی گردن پر ہے۔ جنہوں نے گورنر پنجاب کو یہ مشورہ دیا۔ کہ اس موقعہ پر گولی ضرور چلانی چاہیئے۔ کیا قائدین احرار کی یہ بزدلی اور افترا پردازی نہیں ہے۔ کہ جو شخص گولی چلنے کے وقت اپنے گاؤں میں نظر بند تھا اس پر تو گولی چلوانے کا الزام لگایا جاتا ہے اور ملت کے جن غداروں کے مشورے سے گولی چلائی گئی۔ ان کی غداری پر صرف اس لئے پردہ ڈالا جاتا ہے۔ کہ اسمبلی کی نشستوں کے حصول کے متعلق ان سے دوستانہ مراسم قائم رکھے جائیں۔

خدا کی رحمت ہو۔ لاہور کے مسلمان تاجروں پر جنہوں نے احرار اور اتحاد ملت کی کشمکش کے افسوسناک نتائج سے متاثر ہو کر اپنی اخلاقی جرأت اور فرض شناسی کا بھی ثبوت دیا ہے۔ یعنی انہوں نے۔ ع

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کے عنوان سے ایک بہت بڑا پوسٹر شائع کر دیا ہے۔ اور اس میں اپنی اس رائے کا صاف الفاظ میں اظہار کر دیا ہے کہ "یہ تمام خوفناک صورت حالات جماعت احرار کی بے عنوانی اور بدلگامی کا نتیجہ ہے"۔ کیا قائدین احرار قومی عدالت کی اس رائے سے سبق حاصل کریں گے؟

(زمیندار ۱۹ جولائی)

صوبہ برار کے مسلمانوں میں ہیجان

برار (سی پی) کے مسلمانوں میں آجکل بہت ہیجان ہے۔ وہاں ایک کتاب مرہٹی میں "سبودھ اتہاس" شائع کی گئی ہے جس کا مصنف اکولہ میونسپل بورڈ کے ایک مدرسہ کا مدرس ہے جسے کو معلوم ہے اس کتاب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات نہایت غلط اور گمراہ کن طریق پر پیش کئے گئے ہیں۔ اور اس پر ستم یہ کیا ہے کہ ایک تصویر بھی کتاب کے ساتھ شائع کر دی ہے۔ باسم اور اکولہ میں اسکے خلاف جلسے ہوئے ہیں جن میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ حکومت اس کتاب کو ضبط کرلے اور مصنف کے خلاف ...

تبلیغی ٹریکٹوں کے متعلق ضروری اعلان

نظارت دعوۃ و تبلیغ کا تبلیغی ٹریکٹ ۱۱ بعنوان "اس زمانہ کے امام کو ماننا ضروری اور ایمانیات میں سے ہے"۔ تمام جماعتوں اور ان افراد کو بھیجا جا چکا ہے۔ جن کے نام دفتر نظارت تبلیغ کے رجسٹر میں درج ہیں۔ جس جماعت کو وصول نہ ہوئے ہوں۔ اُسے اطلاع دینی چاہیئے۔ کیونکہ اس کے دو ہی معنے ہوں گے یا تو اس جماعت کا نام درج رجسٹر نہیں۔ یا پھر ٹریکٹ ڈاک میں ضائع ہو گئے۔ ہاں جن دوستوں کے پتوں میں تبدیلی ہو چکی ہو۔ یا ٹریکٹوں پر درج پتہ میں کوئی غلطی ہو تو اس کی اطلاع فوراً دیں۔ تاکہ اصلاح کر دی جائے۔ (مہتمم نشر و اشاعت قادیان)

قابل آدمی کے لئے عُمدہ موقعہ

دہلی میں دیہاتیوں کے لئے براڈ کاسٹنگ پروگرام کی تعیین اور رہنمائی کے لئے جس کا وقت ایک گھنٹہ روزانہ بوقت شام ہو گا۔ ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو دیہاتی مذاق رکھنے والا ہو۔ اور دیہاتی زندگی کے تمام شعبوں کی نسبت پُورا علم رکھنے والا زود فہم۔ دیہاتیوں کے مشغلے اور ان کی تربیت کے لئے نئی نئی تجاویز سوچنے کا اہل ہو اور مجوب طبع نہ ہو۔ تنخواہ اڑھائی صد روپیہ ہو گی۔ قابل آدمی کے لئے ۳۰۰ روپیہ ماہوار بھی دیا جا سکتا ہے۔ ابتدائی انتخاب پنجاب میں ہو گا۔ اور منتخب شدہ امیدواروں کو دہلی آزمائش کے لئے بھیجا جائے گا۔ اس آسامی پر مقرر ہونے والے شخص کے لئے اگر وہ اس محکمہ میں ٹھہرے بوجہ اس لائن کے وسیع اور اہم ہونے کے عمدہ مستقبل متوقع ہے۔ ناظر امور عامہ قادیان

تحصیل سیالکوٹ کا تبلیغی دورہ

مولوی دل محمد صاحب مولوی فاضل ماہ اگست میں تحصیل سیالکوٹ کے حسب ذیل مقامات کا دورہ کریں گے۔ احباب مطلع رہیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

سیالکوٹ شہر۔ سیالکوٹ چھاؤنی۔ ادرا۔ بھاگو بھٹی۔ درگا نوالی بھاگووال۔ گوبندپور کوٹلی ہیرا ئن۔ کوٹ کرم بخش۔

احباب کو اطلاع

یو۔ پی کے تبلیغی دورہ کے باعث احباب کے خطوط کثرت سے جمع ہو گئے ہیں۔ جن کا جواب وقت پر نہیں دیا جا سکا۔ علاوہ ازیں بعض دوست خاکسار کا مستقل پتہ بھی دریافت فرماتے ہیں۔ لہٰذا احباب کی خدمت میں بغرضِ اطلاع عرض کرتا ہوں۔ کہ میں اب مستقل طور پر گجرات آ گیا ہوں۔ اور میرا خط و کتابت کا پتہ مندرجہ ذیل ہے۔

ملک عبد الرحمٰن خادم بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی محلہ جٹاں۔ گجرات

بعدالت جناب شیخ عبد الحمید صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی سب جج درجہ چہارم بھکر

مقدمہ نمبر ۸۸۸ سال ۱۹۳۶ء

گلیہ ولد نیک نام ذات پٹھان سکنہ چاہ سلیم والا داخلی غلاماں تحصیل بھکر

بنام

شیرن خان ولد کرااک خان۔ گل محمد خان ولد مہر خان۔ گلشیر خان ولد زیب خان۔ عمر خان ولد اعز خان اقوام پٹھان سکنائے موضع غلاماں۔ بشیر محمد ولد غلام صادق قوم اوان سکنہ چاہ گل محمد داخلی غلاماں تحصیل بھکر مدعاعلیہم بطور خود و بطور نمائندگان دیگر مالکان موضع غلاماں تحصیل بھکر مندرجہ فہرست شمولہ عرضی دعوے

دعوے استقراریہ بدیں مضمون کہ مدعی اراضی مندرجہ کھاتہ نمبر ۲۱۴ کھتونی نمبر ۴۸۱ خسرات نمبر ۹۰۴۷-۹۰۴۹ تعدادی ۴۳ کنال ۸ مرلہ واقع موضع غلاماں تحصیل بھکر مندرجہ جمعبندی بند دبست قانونی دوم بوجز و نمبرات اراضی مندرجہ کھاتہ $\frac{504}{3195}$ نمبر خسرہ ۲۶۴۱ ۱۴۱ تعدادی ۱۷ کنال ۱۵ مرلہ مندرجہ جمعبندی سال ۱۹۲۱-۱۹۳۰ء و اراضی مندرجہ کھاتہ ۴۱۸ کھتونی ۱۰۴۴ نمبرات خسرہ ۳۰۲۸ تعدادی ... کنال و نمبر خسرہ ۳۰۴۹ تعدادی ... کنال ۱۵ مرلہ مندرجہ جمعبندی سال ۱۹۰۳-۱۹۰۸ء و جزو اراضی نمبر کھاتہ $\frac{590}{2029-2030}$ نمبرات خسرہ ۳۰۵۳-۳۰۵۲-۳۰۳۴ تعدادی ۲۱۶ کنال ۹ مرلہ واقعہ موضع غلاماں تحصیل بھکر ہے کا مالک ادنیٰ ہے۔ اور اس کی متعلقہ اراضی شاملات بموجب حصص حسب ضابطہ کمیوٹ لینے کا حقدار ہے۔

اندریں مقدمہ مدعی نے دعوے استقراریہ برخلاف مدعاعلیہم مندرجہ فہرست دائر کیا ہے۔ اور درخواست زیر آرڈر ۱ رول ۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدیں مضمون دی ہے۔ کہ ۵ مدعاعلیہم کو بالا بذاتہ و نیز بطور نمائندگان منجانب تمام دیگر مدعاعلیہم مندرجہ فہرست پیروی مقدمہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۱ رول ۸ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی مالک مندرجہ فہرست منسلکہ عرضی دعوے کو مدعاعلیہم کے نمائندہ بنائے جانے میں اعتراض ہے۔ تو ۱۸ اگست کو عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر پیش کرے۔

۱۶ جولائی

(مہر عدالت) دستخط حاکم

احمدی دوست توجہ سے پڑھیں

خواتین سلسلہ غور سے پڑھیں

احمدی خواتین میدانِ جہاد میں

کتابی تبلیغ کے متعلق سیّدہ محترمہ حضرت اُمِ طاہر احمد سلمہا کی رائے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ہماری کتابی تبلیغ والی سکیم کو نہ صرف احباب جماعت کی نظروں میں پسندیدہ ٹھہرایا۔ بلکہ خواتین سلسلہ میں بھی اس کو مقبول بنادیا ہے۔ جس کے ثبوت میں قبل ازیں تین محترم خواتین کی رائیں اور ان کی سعیٔ مبارک کا حال شائع کر چکے ہیں۔ لیکن آج ہم اس سے بھی زیادہ ہمت افزا اور خوش کن رائے شائع کرتے ہیں جو ہمیں

سیّدہ محترمہ حضرت اُمِ طاہر احمد حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

یہ رائے سیّدہ محترمہ نے بحیثیت جنرل سکرٹری مرکزی لجنہ اماء اللہ قادیان لکھی ہے۔ امید ہے کہ اُسے نہ صرف خواتین سلسلہ ہی پوری توجہ سے پڑھیں گی۔ بلکہ وُہ بھائی بھی چشم وا سے پڑھیں گے۔ جنہوں نے ابھی تک اس تبلیغی جہاد میں حصہ نہیں لیا۔ حالانکہ فی زمانہ تبلیغ ہی اصل جہاد ہے۔ جو ہر مومن مسلمان پر شروع دن سے فرض ہے۔

"احمدیت کے رُوح افزا پیغام کی نشر و اشاعت کے دائرے کو وسیع کرنے کے لئے بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے جو سہولت پیدا کی ہے۔ یعنی یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بعض انگریزی اور فارسی اور اردو کتابوں کی قیمت بہت کم کر دی ہے۔ تاکہ احمدی مرد اور خواتین آسانی کے ساتھ دنیا کے تمام طبقات کو پیغامِ حق پہونچا سکیں۔ اور ناواقفوں کو اسلام اور احمدیت کے متعلق صحیح واقفیت کا سامان مہیا کر کے انہیں اس نور سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہمیں عطا فرمایا ہے۔

اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جہاں میں نے ممبرات لجنہ کو تحریک کرنے کے بعد لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے بحیثیت سکرٹری بک ڈپو کو اطلاع دے دی ہے۔ کہ وُہ ہماری طرف سے انگریزی کتابوں کے باون سیٹ فارسی کے دس سیٹ۔ اور اردو کے دس سیٹ قیمتی تین صد روپیہ صیغہ دعوۃ و تبلیغ کے حوالے کر دے۔ تاکہ وہ ہندوستان یا ہندوستان کے باہر جہاں ضرورت سمجھے بھجوانے کا انتظام کر دے۔ اور ان کی قیمت مجھ سے وصول کر لی جائے۔ وہاں اس مبارک تحریک پر عمل کرتے ہوئے میں باقی تمام احمدی خواتین سے بھی پُر زور اپیل کرتی ہوں۔ کہ وہ اس نیک موقعہ کو اپنی اخروی زندگی کا سامان مہیا کرنے کے لئے غنیمت سمجھیں۔

فریضۂ تبلیغ کو آج وہی اہمیت حاصل ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جہاد کو حاصل تھی۔ اس مقدس فرض سے اپنے آپکو استطاعت رکھتے ہوئے محروم رکھنا بہت بڑی بدنصیبی ہے۔ یہاں کا اندوختہ یہیں رہ جائے گا۔ اور اعمالِ صالحہ ہی انسان کے ساتھ جائیں گے۔ اور یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پس میں اپنی بہنوں سے پھر کہتی ہوں۔ کہ وہ قرآن کریم کے حکم فاستبقوا الخیرات کے ماتحت نیکی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں"۔

اُمِ طاہر احمد جنرل سکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان ۱۴-۷-۳۶

احمدی بہنو! اور احمدی بھائیو! مندرجہ بالا رائے کو پڑھو اور غور سے پڑھو اور قادیان کی خواتین کے تبلیغی شغف کو دیکھ کر خود بھی اپنے اندر ویسا ہی جوش اور شغف پیدا کرو۔ اور اب جبکہ قیمتوں میں حیرت انگیز کمی کر دی ہے۔ ان کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر اکناف عالم میں پھیلا دو۔ تاکہ زمین کے کناروں تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہونچ جائے۔

قیمت رعائتی انگریزی سیٹ صہ۔ قیمت رعائتی فارسی سیٹ عہ۔ قیمت رعائتی اردو سیٹ عا

خاکسار، ملک فضل حسین مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۲۳ جولائی۔ وزیر مستعمرات نے دارالعوام میں ایک سوال کے جواب کے دوران میں ایک تجویز کا ذکر کیا جس کے مطابق فلسطین کے متعلق شاہی کمشن کی تحقیقات کے دوران میں یہودیوں کا داخلہ عارضی طور پر بند رکھنے کی سفارش کی گئی ہے۔ اور کہا میں ابھی حکومت کے عزائم کے متعلق اور کچھ ظاہر نہیں کر سکتا اس وقت صرف اسی قدر کہنے پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ حکومت موزوں وقت پر معاملات کے استحقاق کے مطابق فیصلہ کرے گی۔ اور اس بارے میں کسی قسم کے تشدد یا دھمکی سے مرعوب نہ ہوگی۔

لاہور ۲۳ جولائی۔ معلوم ہوا ہے ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ نے آئندہ پنجاب اسمبلی کے لئے کھڑا ہونا منظور کر لیا ہے۔

امرتسر ۲۳ جولائی۔ گذشتہ شب برج اکالی پھولا سنگھ ڈیفینس کمیٹی کے ایک اجلاس میں دربار صاحب لوکل گوردوارہ کمیٹی کے سیواداروں اور کچھ سکھوں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی جس نے نہایت خطرناک صورت اختیار کر لی۔ کھلم کھلا لاٹھیاں اور کرپانیں استعمال کی گئیں۔ جس کے نتیجہ میں متعدد اشخاص زخمی ہوئے۔

میڈرڈ ۲۳ جولائی۔ حکومت اور باغیوں کے درمیان ہسپانیہ کے بیشتر حصوں میں جنگ جاری ہے۔ بعض حصوں میں گورنمنٹ اور باغی اس انہماک کے ساتھ ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں کہ مسلح ہجوموں نے جو صرف لوٹ مار کے خواہاں ہیں۔ گرجاؤں اور ہوٹلوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ میڈرڈ کے باہر شدید جنگ جاری ہے۔ پانچ ہزار عسکریوں کی ایک فوج نے صبح باغیوں کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے گوڈالاجارا کی طرف مارچ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تمام دکانیں بند ہیں۔ بازار سنسان ہیں۔ اور عبادتگاہوں میں آگ بھڑک رہی ہے۔ بارکوں میں بغاوت کے بعد ۱۱۶ افسروں اور ۲۰۰ نوجوان فسطائیوں کو مشین گنوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ کے طیاروں نے سیویل کے گرجا پر جو ابھی فسطائیوں کے قبضہ میں ہیں بم باری کر کے تباہ کر دیا۔ حکومت نے اعلان کیا ہے کہ کورڈوبا کے باغیوں نے اطاعت قبول کر لی ہے۔

شملہ ۲۳ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ وزارت تعلیم کا قلمدان سنبھالنے کے لئے چوہدری سر شہاب الدین پریذیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل کو منتخب کر لیا گیا ہے۔ اور اگرچہ اس کے متعلق ابھی باقاعدہ طور پر اعلان نہیں ہوا۔ تاہم یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ہز ایکسیلنسی گورنر انہیں ہی وزیر تعلیم نامزد کریں گے۔ سر سکندر حیات خان صاحب کے سفر شملہ کے دوران میں اس تجویز پر تبادلہ خیالات ہوا۔ اور لاہور میں یونینسٹ پارٹی کے لیڈروں سے گفتگو کے بعد اس پر مہر تصدیق ثبت کی گئی۔

جبل الطارق ۲۳ جولائی۔ جبل الطارق کے گورنر نے ہسپانوی طیاروں کی جبل الطارق کے قلعہ کے اوپر پرواز کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ ہسپانی جنگی جہازوں کو تنبیہہ کی گئی ہے۔ کہ اگر جبل الطارق کے نزدیک لڑائی کا اعادہ کیا گیا۔ تو بیٹریوں کے ذریعہ ان پر گولہ باری کر دی جائے گی۔ چنانچہ رات کی تاریکی میں جنگی جہاز ملاگا کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہینڈے سے آمدہ ایک پیغام مظہر ہے کہ انقلاب نہایت نازک مرحلہ پر پہنچ چکا ہے۔ اور جانبین کے لئے فتح کے مساوی مواقع موجود ہیں۔

میڈرڈ ۲۳ جولائی۔ میڈرڈ میں مکانوں کی چھتوں اور کھڑکیوں سے فسطائیوں کا گاہے گاہے راہ نوردوں پر گولیاں چلانا ابھی جاری ہے۔ حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس نے شدید خونریزی کے بعد جس میں ۵۰۰ ہلاک اور ۳۰۰ زخمی ہوئے بارسیلونا کو فتح کر لیا ہے۔ بارسیلونا کی فضائی فوج نے سارا گوسا کے باغیوں کو حکم بھیجا ہے کہ اطاعت قبول کر لو ورنہ تم پر بمباری کی جائے گی۔

طہران ۲۳ جولائی۔ محکمہ انصاف ایران نے ایران کے سابق وزیر امور عامہ کو بددیانتی کے الزام میں آٹھ ماہ قید اور ۲ ہزار ریال جرمانہ کی سزا دی۔ ایران کی عدالتی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک سابق وزیر کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔

کانپور ۲۳ جولائی۔ مسٹر کے۔ ایل گابا نے ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو ایک برقیہ ارسال کیا ہے۔ جس میں درخواست کی گئی ہے۔ کہ ان کی ضمانت کے بعد دوبارہ گرفتاری کے متعلق غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے۔ اور ضمانت اور مقدمہ کی سماعت پنجاب سے باہر کسی عدالت میں کی جائے۔

لاہور ۲۳ جولائی۔ موضع گھسن بھائی پھیرو سے ایک مسلم نوجوان کے ہاتھوں ایک سکھ کے قتل کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مقامی مسجد میں ایک مسلمان کے اذان دینے پر مقتول نے مسلمانوں کو گالیاں دیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ جس سے متاثر ہو کر مسلم نوجوان نے اسے قتل کر دیا۔

لزبن ۲۳ جولائی سیویل کے ریڈیو سٹیشن سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ہسپانیہ کے تین بحری جنگی جہازوں نے کیڈز پر بمباری کی تھی۔ باغیوں کے فضائی بیڑے نے بم برسا کر انہیں غرق کر دیا۔

بیت المقدس ۲۳ جولائی فلسطین کی بغاوت کا ابھی تک خاتمہ نہیں ہوا عربوں نے مختلف مقامات پر ریلوے لائن توڑ دی ہے۔ اور پختہ سڑکوں کو بیکار بنا دیا ہے۔ النیل اور طولکرم کے درمیان ٹیلیفون کے تار کاٹ دیئے۔ اور تل ابیب کو جانے والی ٹرک پر لوٹ لیا

لاہور ۲۳ جولائی لاہور کے اسلامی اخبارات نے مسلم سیاسی جماعتوں سے بذریعہ اعلان مطالبہ کیا ہے۔ کہ کسی غیر مسلم جماعت سے ایسا معاہدہ نہ کیا جائے جس سے مسلمانان پنجاب کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔

سیالکوٹ ۲۳ جولائی۔ ڈسکہ کے احمدیوں پر احراریوں کے حملہ کے سلسلہ میں زیر دفعات ۱۴۷، ۳۲۴ تعزیرات ہند جانبین کے افراد پر جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کے سلسلہ میں کل تین گواہوں کے بیانات قلمبند کئے گئے۔

بیت المقدس ۲۳ جولائی طولکرم کے نزدیک برطانوی فوج اور اعرابوں کے مابین پھر تصادم ہوا۔ جس میں ایک گورا ہلاک اور چار مجروح ہوئے۔

واشنگٹن ۲۳ جولائی۔ مسٹر کورڈل ہل نے ایک کانفرنس میں اس امکان کا ذکر کیا۔ کہ یورپ کی خطرناک صورت حالات امریکہ کو یورپی سمندروں میں پھر بحری طاقت رکھنے پر مجبور کر دے گی۔

لنڈن ۲۳ جولائی۔ کل امن عالم کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے لنڈن میں فرانس بلجیم اور انگلستان کے مندوبین کا ایک اجلاس منعقد ہوگا۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا یہ مطلب ہے کہ صورت حالات پر غور کر کے دیکھا جائے کہ یورپ میں امن کے قیام کے متعلق دول ثلاثہ کی خواہش کس حد تک کامیاب ہو سکتی ہے۔ اس غور و خوض کا دوسرا اقدام یہ ہوگا کہ معاہدہ لوکارنو پر دستخط کرنے والی تمام حکومتوں کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے۔

لنڈن ۲۳ جولائی۔ آج دارالعوام میں جبکہ مسٹر جان سائمن بیکاروں کی امداد کے لئے گورنمنٹ کے جدید قواعد کی تائید میں تقریر کر رہے تھے۔ بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا جس کی ابتدا اس وقت ہوئی جبکہ مسٹر بلنن نے اپنے بازو پھیلا کر سر جان سائمن پر نہایت بلند آہنگی سے جھوٹ بولنے کا الزام لگایا۔

امرتسر ۲۳ جولائی گیہوں حاضر ۲ روپے ۹ آنے نخود حاضر ۲ روپے ۳ پائی سونا دیسی ۳۵ روپے ار چاندی دیسی ۹ لہ روپے ۸ ر ہے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی